# سُورَةُ اللَّيْلِ

## عربی متن — بامحاورۃ اُردو ترجمہ و تفسیر

اِفادات

الحافِظ علامہ نُورالدین

مدیر

عَبدالمنان عُمر – امتہ الرحمٰن عُمر

# سُورَةُ اللَّيْلِ - ﴿۹۲﴾ - مَكِّيَّةٌ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اللہ کا نام لے کر جو بے حد رحمت والا، بار بار رحم کرنے والا ہے
(میں سُوۡرَۃُ اللَّيْلِ پڑھنا شروع کرتا ہوں)

**خلاصہ مضمون:** پچھلی سورۃ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سورج اور انسان کامل قرار دیا تھا، اس میں بتایا ہے کہ اس انسان کامل اور آفتاب سے روشنی حاصل کرنے والے، اس کے شاگرد اور اس سے لاپروا یکساں نہیں ہوسکتے اور ان سے سلوک بھی ایک سا نہیں ہوگا۔ غرض اس سورۃ میں جزائے اعمال کا مضمون بیان ہوا ہے اور بتایا ہے کہ ہر کام کے نتائج اس قسم کے نکلیں گے جس قسم کے خیر یا شر کے کام کیے گئے ہوں گے۔ رات دن کا کام نہیں دیتی، دن رات کا کام نہیں دیتا۔ مرد جن کاموں کے لیے پیدا کیے گئے ہیں عورتوں سے وہ کام نہیں ہوتے۔ عورتیں مردوں کا کام نہیں دے سکتیں اور ہر ایک کے مختلف کام اپنے حسب حال مختلف نتائج پیدا کرتے ہیں۔ غرض یہ بتانے کے لیے کہ لوگو تمہارے کام مختلف ہیں اس لیے ان کے نتائج بھی الگ الگ ہوں گے۔ قانون قدرت سے استشہاد کیا ہے کہ رات پر نظر کرو جب اس کی کالی گھٹائیں چھا جاتی ہیں۔ پھر دِن کی بناوٹ پر غور کرو جب وہ اپنے انوار کو ظاہر کرتا ہے۔ پھر مرد و عورت کی خلقت اور بناوٹ کو دیکھو اور ان کے قدرتی فرائض و واجبات کو سوچو تو تمہیں صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ بے ریب تمہاری کوشش الگ الگ اور ان کے نتائج علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ کے نام پر جان و مال نثار کرنے والے، نافرمانیوں سے بچنے والے اور اعلیٰ درجے کی نیکی کے مصداق اور اس کے مقابل، جان و مال سے دریغ

کرنے والے، نافرمان، اور اعلیٰ درجہ کی نیکیوں سے منحرف الگ الگ نتیجہ حاصل کریں گے۔ اس میں اباحتوں کا ابطال بھی ہے۔ اسی طرح کفار مکہ کو بھی بتایا ہے کہ اس وقت دو قومیں ہیں، ایک قوم آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہے۔ وہ محض رضائے الٰہی کے لیے اپنی جان و مال خرچ کررہی ہے اور ایک تمہارا گروہ ہے جو اس کی مخالفت کرتا ہے۔ اب یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم اور وہ ایک ہی قسم کے ثمرات حاصل کرو۔ پھر یہ بتایا ہے کہ کامل انسان اور کامل شاگرد جب مل جائیں تو دنیا میں انقلاب کیسے نہیں آئے گا۔ پھر اس سورۃ میں یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر چیزیں بنائی ہیں وہ ایک دوسرے کی تکذیب نہیں کرتیں۔ مثلاً آنکھ کے دیکھے ہوئے کو کان نہیں جھٹلا سکتے۔ ایسے ہی کان کے سنے ہوئے کی تکذیب آنکھیں نہیں کرسکتیں۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے اقوال و افعال نیز ان کی تعلیم میں بھی باہم اختلاف نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ اس سورۃ میں یہ بیان ہوا ہے کہ بعض لوگوں میں اباحت کا رنگ آجاتا ہے اور وہ غضب الٰہی سے نڈر ہو جاتے ہیں۔ ان کے ردّ میں وَ الَّیْلِ سے لے کر لَشَتّٰی تک چار باتیں پیش کی ہیں۔ اور از مکافات عمل غافل مشو کا نتیجہ پیدا کیا ہے۔ آخری تین آیات کے سلسلے میں اس قدر کہہ دینا کافی ہے: فما اشبہ اللیل بالبارحۃ یعنی کل کی رات کو جو گزر گئی آج کی رات سے شدید مشابہت ہے۔ رَبِّہِ الْاَعْلٰی کا جملہ بھی پوری موافقت و مناسبت رکھتا ہے۔

وَاللَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰ ﴿١﴾

وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ﴿٢﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالۡأُنثَىٰ ﴿٣﴾ إِنَّ سَعۡيَكُمۡ لَشَتَّىٰ ﴿٤﴾

فَأَمَّا مَنۡ أَعۡطَىٰ وَاتَّقَىٰ ﴿٥﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنَىٰ ﴿٦﴾

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلۡيُسۡرَىٰ ﴿٧﴾ وَأَمَّا مَنۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنَىٰ ﴿٨﴾

وَكَذَّبَ بِالۡحُسۡنَىٰ ﴿٩﴾ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلۡعُسۡرَىٰ ﴿١٠﴾

وَمَا يُغۡنِي عَنۡهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّىٰ ﴿١١﴾ إِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدَىٰ ﴿١٢﴾

وَإِنَّ لَنَا لَلۡأٓخِرَةَ وَالۡأُولَىٰ ﴿١٣﴾ فَأَنذَرۡتُكُمۡ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾

لَا يَصۡلَاهَا إِلَّا الۡأَشۡقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾

۱۔رات گواہ ہے جب وہ چھا جائے، ۲۔اور دن جب وہ خوب روشن ہو،
۳۔اور نر و مادہ کی تخلیق۔ ۴۔کہ در حقیقت تمہاری کوشش (اور اسکی پاداش) مختلف قسم کی
ہے، ۵۔ سو جس نے تو (اللہ کے راستے میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا۔
۶۔اور اچھی بات کی تصدیق کی۔ ۷۔اسے تو ہم سہولت بہم پہنچائیں گے۔
۸۔اور جس نے بخل سے کام لیا اور (آخرت کی) پرواہ نہ کی۔
۹۔اور اچھی بات کو جھٹلایا۔ ۱۰۔تو اسے ہم تنگی میں ڈال دیں گے۔
۱۱۔اور جب وہ ہلاک ہو گا تو اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا۔
۱۲۔درست راستہ دکھا دینا یقیناً ہمارا کام ہے۔
۱۳۔اور آخرت اور دنیا (دونوں) کے در حقیقت ہم ہی مالک ہیں۔
۱۴۔تو (لوگو!) میں نے تمہیں شعلہ زن آگ سے خبردار کر دیا ہے۔
۱۵۔اب اس میں کوئی بڑا بد نصیب (گناہ گار) ہی جھلسے گا۔

۱۶۔ جو (صداقت کی) تکذیب کرتا اور (اس سے) منہ پھیر لیتا ہے۔

**۴-۱ : ۹۲۔** بہت سے لوگوں میں اباحت کا رنگ آجاتا ہے۔ وہ جزا و سزا اور عذاب الٰہی سے غافل اور غضب الٰہی سے نڈر ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے رد میں یہاں تین باتیں پیش کی ہیں۔ اول تاریک و تار راتوں کو پیش کیا ہے۔ پھر روشن دن کی مثال دی ہے اور تیسرے یہ بتایا ہے کہ مرد و عورت کی پیدائش اور فرائض منصبی میں فرق ہے۔ ان اختلافات کا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اس طرح ہمارے اعمال اور ان کے نتائج میں یقیناً فرق ہے۔ بخیل اور سخی، متقی اور غیر متقی، مصدق اور غیر مصدق کے اعمال کے نتائج یکساں نہیں ہو سکتے۔ جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے۔

وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿۱۷﴾

الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿۱۹﴾

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿۲۱﴾

۱۷۔ لیکن اعلیٰ درجہ کا متّقی ضرور اس سے دور رکھا جائے گا،

۱۸۔ جو (نفس کے) تزکیہ کیلئے اپنا مال دیتا ہے۔

۱۹۔ جبکہ کسی کا اس پر کوئی احسان نہ تھا کہ (اس انفاق میں) اس کا بدلہ دینا (اسے) منظور ہو۔

۲۰۔ اپنے ربِ الاعلیٰ کی خوشنودی چاہنے کے سوا (اس کا کوئی مقصود نہ تھا)،

۲۱۔ اور وہ (خدائے برتر اس شخص سے) ضرور خوش ہوگا۔

**۹۲:۱۷۔ الْأَتْقَى:** اس لفظ میں اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ جو شخص پورے طور پر گناہوں میں ملوث ہوتا ہے وہی آگ میں بھی پورا پورا داخل ہوتا ہے اور جو کامل طور پر تقویٰ اختیار کرتا ہے، جس طرح مثلاً صحابہ کرامؓ نے اختیار کیا وہی کامل طور پر بچایا جاتا ہے اور ان کے درمیان جو لوگ ہیں وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق جزاو سزا پاتے ہیں۔